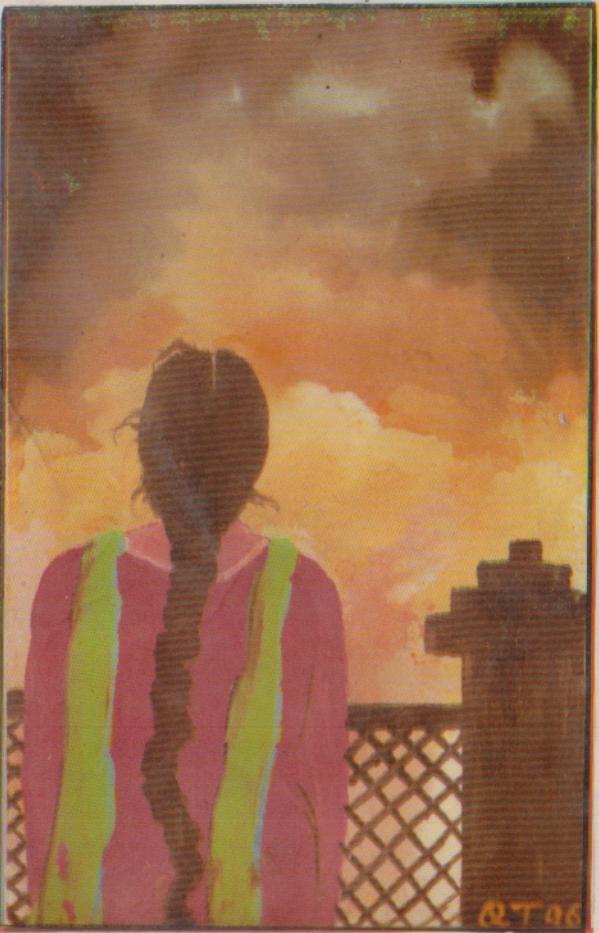


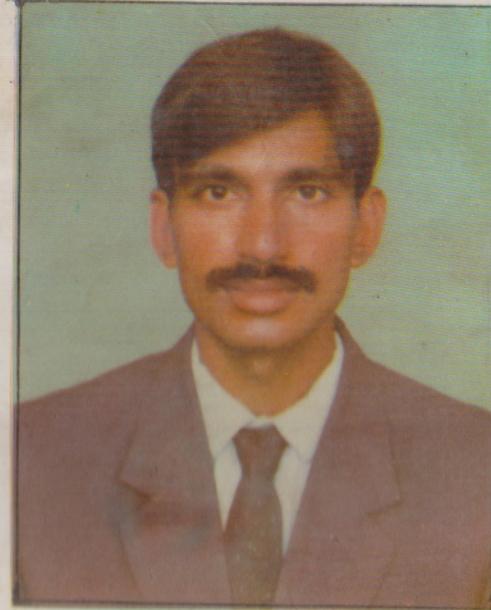
فریب دے کر چلا گیا ہے



سید عدید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پُر عَدید



ہوا کے ہونٹوں سے کان میں نے لگادتی ہے میں
میرے لیے جب بھی چاہو اپنا پیام بھجو
میں جس کی اُلفت میں چاند تارے زمیں پر لایا
وہ شخص مجھ کو فریب دے کر چلا گیا ہے

عدید پبلیکیشنز ۲۰۱۳ء
رسول منزل تاج پورہ سیالکوٹ
فون ۰۵۴۳۵۹۷ ۰۴۸۷۷۶۲

فریب کر حلا گیا ہے

مجھے اک شخص اپنی جاں سے پیارا مل گیا ہے
مراؤں کے ستارے سے ستارا مل گیا ہے

غنیمت ہے کسی ہجدو کا ملنا بچپنے طور
محبت میں جواب تک میں نے ہمارا مل گیا ہے

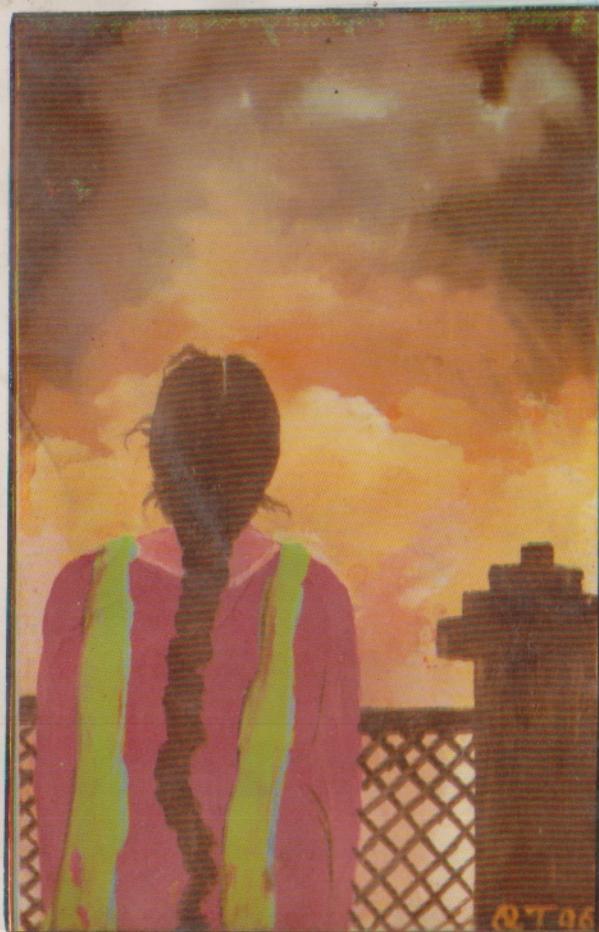
تری یادوں کی بسی کھی میسر آگئی ہے
میں اب تک بے سہارا تھا سہارا مل گیا ہے

سُنا ہے دُور اک شفاف چشمہ ہے رہا ہے
ہمیں گویا سافت کا اٹا و مل گیا ہے

میں تھنائی کے اک عہدِ حبیب میں پلا ہوں
تجھے دیکھا تو جنت کا نظرِ مل گیا ہے

چلو بیزار ہونے سے جُدا ہوتا ہے بہتر
بھنوں سے پہلے کشتی کو کھارا مل گیا ہے

ہمارے درد کا حاصل یہی اک محجزہ ہے
عذیز اس دل نے جو بھی پکارا مل گیا ہے



سید عذیز

فریبے کر چلا گئے ہیں

موازنہ، غزل، آزاد غزل اور مکالماتی غزل

نوٹ

غزل اس کتاب میں موازنے کیلئے شامل کی گئی ہے

مجھے اک شخص اپنی،
مرا اُس کے ساتا۔

غینیت ہے جسی
محبت میں جواب تک

تری یادوں کی بسی کہ
میں اب تک بے سہا

سُنا ہے دُور اک شہر
بھیں گویا سافت

میں تہنیتی کے اک عہد
تجھے دیکھا تو جنت کا

چلو بیزار ہونے سے
بھنوں سے پہلے کشتو

ہمارے درد کا حاصل یہ
عدید اس دل نے جبو جبو

سے سے نہ سے یہ تو اس کی مرضی ہے
تمہارا فرض ہے اس کو پکارتے جاؤ

تمہارا نام لکھا جس پہ ہم نے جانِ غزل
اسی شجر پہ پرندہ اوس بیٹھا ہے

جو دل کی دھڑکن میں گیت بن کر اتر گیا ہے
اے محبت سے گلنگاڑ اوس کیوں ہو

حوالہ سید عدید کیے بحال ہوتے
کہا جب اس نے قریب آؤ اوس کیوں ہو

قریبے دیکھ رکھا گیا کہ میں

تھوڑیں شامہر (سید عدید)

عدید پلے کیشتز
۳۱۲
۰۵۹۰-۰۴۴۴۴۲
فون

مجھے اک شخص اپنی جاں سے
برائس کے ستارے سے

غینمت ہے کسی بحد ر
محبت میں جو اب تک میں

تری یادوں کی بسی کھی
میں اب تک بے سہارا

رُنا ہے دُوراں شفہ
ہمیں گویا سافت

میں تہنیتی کے ال عہ
تجھے دیکھا تو جنت

چلو بیزار ہونے
محنور سے پہلے ک

ہمارے دروازہ
عَدِیَس دل ن

انتساب

نام محققتوں کے نام

آپے کے ذوقِ سلیمانی کی تسلیم
کیلئے معیاری کتبے شائع
گرنے والا ادارہ



جُمُكَة حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: فریبے دیکھ چلا گیا ہے

شاعر: توحید حسین شاہ (سید عدید)

ناشر: عدید پبلیکیشنز ۱۹۹۸م رسول منزل تعالیٰ پر فرماد

پرنٹر: ادراک پرنٹرز سیامکوٹ

سفری: ڈاکٹر قرتباش

تعداد: ۵۰۰

اہتمام: رحمان احمد مراد

اشاعت: ۱۹۹۸ء

قیمت: سو (100) روپے

سید عدبد کا شعری سفر

۱۔ گروش

۲۔ وفاہیں ساتھ رہتی ہیں

۳۔ فریبے دیکھ چلا گیا ہے

۴۔ جھتوں میں حساب کیا

۵۔ وقت

۶۔ تلاش

۷۔ تناول میں رہتی ہے

۸۔ درد کے سمندر ہیں

۹۔ ہم نفس

سماں والی زنجیر

○
جے تو رنج و ملال دے گا
زمانہ اس کی مثل دے گا

مرا لو دل کی دھڑکنوں سے
صریر خامہ کو تال دے گا

وہ دھیرے دھیرے سنا ہے میرا
خیال دل سے نکال دے گا

اک شخص اپنے
س کے بتا

بہت ہے
ت میں جو

یادوں
میں اب تک

ہنسنا ہے
ہمیں گو

میں تنہ
تجھے

چلو
مہ

مری نظر کا غبار اک دن
ترے بدن کو اجل دے گا

وہ رو برو آ کے آئینے کے
اے بھی حریت میں ڈال دے گا

شبِ الْمَ کا ستارہ مجھ کو
نوپرِ روزِ وصال دے گا

وہی جو مسیرا خدا ہے سید
وہ میری مشکل کو ٹال دے گا

ہماری پیاس کسی طور بجھ نہیں سکتی
وہ ساقی ہم کو ملا ہے جو سے فروش نہیں

یہ دور نقطہ ہرزا ہے پھر بھی لوگ یہاں
ہوا کی دھار پھر تراش لیتے ہیں

پرندے شام ہوئے گھر کو لوٹ جاتے ہیں
غیب شری ی سوچ کر تو روتا ہے

میں اپنے ہاتھ کو شیر آشنا کروں کیے
بڑا سانپ مری آستین میں بیٹھے ہیں

تمام عمر رہی دل میں آرزو جس کی
سنا ہے اور کسی سے وہ پیار کرتا ہے

قلم خدا کی ہر آک نقش اس میں تیرا ہے
بننا رہی ہے جو خاکہ نظر اواسی کا

بٹا ہی دیتی ہے یہ راز مسکراہٹ بھی
گرفت کتنی کرنی ہے اداس لمحوں کی

ددھن ٹم میں ہو ہونٹوں پر مسکراہٹ ہے
نوٹی ہیں رہتا ہے سہ اداس بھی کم کم

کہا جو بلبل اسیر فصلیں بھار میں ہے
جواب آیا وہی تو گل کے شمار میں ہے

چلو سفر کا کوئی تیجے نکلتے ہیں
کہا مسافر ابھی تو گرد و غبار میں ہے

کھو شرابی کا نش اترا ہے ۔ ہوش آیا
کہا ابھی جک تری نظر کے نثار میں ہے

جس چاند کو نظر میں بسایا ہے سوچ کر
فطرت نے اس حسین کو بنایا ہے سوچ کر

ہم جانتے ہیں اس پر کبھی پھل نہ آئے گا
ہم نے شجر وفا کا لگایا ہے سوچ کر

کس کرب سے وہ گزرا ہے جس نے زمین سے
روٹی کا ایک ٹکڑا اٹھایا ہے سوچ کر

کہا ستاروں میں منفرد ہے یہ چاند کیے
جواب آیا وہ جیسے تنہا ہزار میں ہے

سوال یہ تھا کہ کرب سے ہے فرار مجھ کو
کہا کسی نے وہ راہ دل کے قرار میں ہے

سوال یہ تھا خدا نے کیوں یہ بنائی دنیا
جواب آیا وہ راز مضر تو پیار میں ہے

بتاؤ سید وہ وصف جس کی مثل دیں سب
کہا وہ خوبی تو صرف میرے ہی یاد میں ہے

مجھے اک شخص
مرا اُس کے

غینیت
محبت؟

تری یا
میں اَ

منا
بجہ

جس کو سمجھ سکے نہ ستارہ شاس بھی
ہم نے اسے وہ باقہ دکھایا ہے سوچ کر

سورج کا آئینے میں اتنا محل ہے
آنکھوں میں تیرا عکس بنایا ہے سوچ کر

اس کے خلاف کوئی بغاوت نہ کر سکے
مجھ کو وہ اپنے شر میں لایا ہے سوچ کر

سید یہ ظلمتیں بھی سحر کی نقیب ہیں
زنجیر شب کو ہم نے ہلایا ہے سوچ کر

جو کائنات میں سب سے بڑا مصور ہے
اسی کے حکم سے لفظوں میں رنگ بھرتا ہوں

یہ کائنات بنی جن کے واسطے سید
چل ان کے نقشِ کف پا کو چوم لیتے ہیں

کرن کو اوڑھ کے اس بے وفا کی یاد نے پھر
مرے خیال کی آنکھوں پر دستکیں دی ہیں

تمھارا نام لکھا جس پر ہم نے جان غزل
اسی شجر پر پرندہ اداس بیٹھا ہے

اسیر کر کے مجھے اس نے یہ سوال کیا
دیارِ جبر میں رہنا محال ہے کتنا؟

فصلِ درد کے سائے میں بیٹھ کر دونوں
چل اپنے بھر کے صدے اتار لیتے ہیں

فصلِ ضبط کے آہن کو توڑ کر سید
ہوا کے دوش پر آنسو سوار کرتے ہیں



اس نے کہا یہاں پر مرا یار کون ہے
میں نے کہا کہ مرنے کو تیار کون ہے

میں نے کہا کہ کاش کوئی راہبر ملے
اس نے کہا کہ راہ میں دیوار کون ہے

میں نے کہا کہ میرا قبیلہ عظیم ہے
اس نے کہا قبیلے کا سردار کون ہے

ہر انھ بے قرار بے ہر دل اُداس بے
کیا بات بے جو اُپ کی محفل اُداس بے

مقتول کے لبوں پہ نہی ہے جی ہوئی
خجس پکڑ کے ہاتھ میں قاتل اُداس بے

ہے کون جس کی مرگ مسافت پہ دوستو
رستہ ہیں سوگوار تو منزل اُداس بے



میں نے کہا کہ بزم میں نفترت کا درس کیوں
اس نے کہا کہ پیار کا حقدار کون ہے

میں نے کہا کہ پیار سے تائب ہوا ہوں میں
اس نے کہا کہ تجھ سے سمجھدار کون ہے

میں نے کہا کہ ہاتھ میں توار کس لئے
اس نے کہا کہ میرا طلبگار کون ہے

اس نے کہا کہ تمی گواہی نہیں قبول
میں نے کہا کہ تمرا طرف دار کون ہے

پس پرده سر محفل کماں ہے
مرا عیسیٰ مسرا قاتل کماں ہے

اسی سے ہر خوشی مُنوب کیوں ہے
وہ ماضی ہے تو مستقبل کماں ہے

جسے سن کر پرندے گیت گائیں
ترے پاؤں کی وہ پائل کماں ہے

چہرے پر میرے عکس ہے گھرے ملال کا
اور آئندہ بھی میرے مقابل اُداس ہے

شاخوں سے گل اڑا کے کھو کون لے گیا
صحن چن میں غول عناidel اُداس ہے

جسموں کا کاروبار ہے بازار حسن میں
طبیل کو چپ لگی ہے تو پائل اُداس ہے

آدم سے لے کے آج کے سید نعمت
ٹے کر کے وقت کتنے مراحل اُداس ہے

ہم محبت کو عام کرتے ہیں
ہم سے یوں بخ گفتگو نہ کرو

تم اگر پیدا مجھ سے کرتے ہو
اس کا چرچا تو کوکبو نہ کرو

تیرا ہر وار کارگر کب تھا
ہم نے رکھا ہے تیرا مان مگر

ہم اس کے در پر جا کر کیوں صدا دیں
جے معلوم ہو سائل کہاں ہے

جو صدیوں سے تری رہ دیکھتے ہیں
کسھی ان سے بھی آکر مل ، کہاں ہے

قرمیں داع ہے تو چاند ہے وہ
ترے چرے پر تھا اک تل کہاں ہے

مجھے خوش دیکھ کر وہ پوچھتے ہیں
تری آنکھوں پر غم کی سل کہاں ہے

وہ غم سہ سہ کے پھر ہو گیا ہے
ترے سینے میں سید دل کہاں ہے

رسم دار ورسن چلے تو چلے
ہم طلیبوں پر مسکراتے ہیں

نق گئی جان بجلیوں سے مری
آشیانے کی کوئی بات نہیں

شاخ تتمائی کاٹنے والے
کتنی سوچوں کے پیڑ بوتے ہیں

کیا کہیں ہم کہ زندگی سید
خنقر درد کی کمانی ہے

رات ہے سر پر کھڑی دن ہے سمنئے والا
وقت سورج پر اندھیرے ہے اللہ والا

کارداں جر کے گرداب سے لکے کیے
مزلیں دور ہیں رستہ نہیں کھلنے والا

میری میت پر چلے آئے ہیں حقدار بہت
میرا پیکر ہے کتنی حصوں میں ٹینے والا

اس بیویوں ہو
اس بیویوں ہو

اور جو بیویوں ہو
اور جو بیویوں ہو

بیویوں کی بیان پڑھیں
بیویوں کی بیان پڑھیں

کے کوئی درود لیتی ہے
پہ ملادو اور اس بیویوں ہو

بیویوں کی بیان پڑھیں
بیویوں کی بیان پڑھیں

بیویوں کی بیان پڑھیں
بیویوں کی بیان پڑھیں

بیویوں کی بیان پڑھیں
بیویوں کی بیان پڑھیں

اب تو اصرار پر رکتا ہی نہیں ہے دیکھو
میری آواز پر یک لخت ہٹنے والا

تک کئے ہوئے اڑتے میں فضا میں پنجھی
کوئی شاخص ہے کبوتر پر چھٹنے والا

شبِ تہائی ہے اور صبح کے آثار میں کم
اور پھر چاند کا سایہ بھی ہے جھٹنے والا

جس غلط فہمی کے اثرات میں سارے شاحد
مجھے ہے بے دور کھڑا مجھ سے لپٹنے والا

مجھ کو خبر نہ تھی ترے جانے سے پیشتر
تو میری زندگی میں خلا چھوڑ جائے گا۔

لب سے نہ ایک لفظ بھی اس نے کہا مجھے
میں اس کو دیکھتا تھا وہ ملتا بنا مجھے

وہ شخص میرے شر سے آ کر چلا گیا
آنکھوں میں بس گیا ہے مگر خواب کی طرح

اس کیوں ہو

اوہ اس کیوں ہو

کہ کہا گیا ہے

دل ہوا اس کیوں ہو

روگت کے لشان پھسو

ہوا اس کیوں ہو

لماں کوئی درد نہیں ہے

بے حیرا اس کیوں ہو

کہ کہا گیا ہے

دو دل ہوا اس کیوں ہو

کہ کہا گیا ہے

دو دل ہوا اس کیوں ہو

کہ کہا گیا ہے

دو دل ہوا اس کیوں ہو

کہ کہا گیا ہے

دو دل ہوا اس کیوں ہو

کہ کہا گیا ہے

دو دل ہوا اس کیوں ہو

کہ کہا گیا ہے

دو دل ہوا اس کیوں ہو

کہ کہا گیا ہے

دو دل ہوا اس کیوں ہو

کہ کہا گیا ہے



کہا جب اس نے بتاؤ میری مثل کوئی
جواب چپ تھا نہ کر سکا پھر سوال کوئی

بنا ہوا کب شہر شہر کے کسی کو دیکھئے
کہا کہ چلتا ہے جب قیامت کی چال کوئی

کہا خداوند کا اثر چن میں بے باقی کتنا
کہا کہ شاخ شجر نہیں ہے نہال کوئی

میں خوش نصیب ہوں کہ کسی بے وفا نے آج
سara کا سارا درد مرے نام کر دیا

اس کو دیار رنج میں دیکھا ہے پہلی بار
تیمور بدلت کے اور بھی اچھا لگا مجھے

میں نے نبوں سے چوم گداں میں رکھ لیا
بھیجا تھا اس نے پھول جو خط کے جواب میں

سید زمیں پر ٹوٹ کے گرنے نہیں دیا
پلکوں سے اس کی میں نے خدا اٹھا لیا

اس نے کہا کہ آج مجھے آئندہ دکھا
میں نے کہا کہ کوئی شکایت نہیں مجھے

میں نے کہا کہ چھوڑ دوں دنیا ترے لئے
اس نے کہا کہ تیری ضرورت نہیں مجھے

میں نے کہا کہ میرے غمون کو شمار کر
اس نے کہا کہ اتنی بھی فرصت نہیں مجھے

کہا نظر سے جدائی کا غم جھلک رہا ہے
کہا کہ دل میں نہیں میرے ملاں کوئی

بناو کیسے ہو شر کے اے غریب لوگو
جواب آیا ہمارا پوچھے نہ حال کوئی

بناو کم ظرف لوگ کیسے ہیں اس جہاں میں
کہا کہ فرعون ہے کوئی تو دجال کوئی

بناو توڑو گے کیسے شب کا سکوت سید
کہا انڈھیرے میں چاند دوں گا اچھال کوئی

مجھے اک شفہ
مرامس

غافیہ
محبت

تریو
میر

۳۲

میں نے کہا کہ پیار کسی سے کیا کسی
اس نے کہا کہ تجھ سے محبت نہیں مجھے

میں نے کہا فریب وفا کیوں دیا مجھے
اس نے کہا کہ اس پر ندامت نہیں مجھے

میں نے کہا کہ باتِ سرخ نہیں سخو
اس نے کہا کہ اذنِ سماعث نہیں مجھے

میں نے کہا کہ ظلم کا انجام وچ لے
اس نے کہا کہ خوف قیامت نہیں مجھے

نسبت ہے جس کی ترکش وہم و گمان خے
اوہ لفظ بن کے نکلے بلوں کی کمان سے

الله میرے خواب کی تعبیر چ نہ ہو
و دیکھا ہے بھوکے شیر کو گر کر چان سے

انکھوں کی آبشار میں دیکھے ہیں باہا
چشمے ابل رہے ہیں جو دل کی چٹان سے

۳۳

سیکھوں ہو

سیکھوں ہو

کر دیکھا ہے

اوہ اس کیوں ہو

کلت کے اباں ہمپھرے

اوہ اس کیوں ہو

کوئی درد نہیں ہے

جلد کو ادا اس کیوں ہو

بچوں کا ہمیاں ہے صرف

دل بہا ہو ادا اس کیوں

من ہیں کہت ہوں گراوگی

گلگلنا ہو ادا اس کیوں

سیکھے بھال ہو

سیکھے بھال ہو

اَک ایسی خوشگوار فضا چاہیے جہاں
خائف نہ ہو کوئی بھی کسی کی اڑان سے

قصہ وفا و مہر کے اپنی جگہ مگر
کوئی کسی کو پیارا نہیں اپنی جان سے

میں نے لو سے سینچا ہے بخسر زمین کو
اترا نہیں ہے رزق مرا آسمان سے

گندم سے میرے پیٹ کا دوزخ نہ بھر سکا
بھری ہے آگ اور منے ارغوان سے

سید میں جن کی پیار سے کرتا ہوں پروردش
مجھ کو تکال دین گے وہ میرے مکان سے

تھاری یاد کا سورج دیارِ دل کا افق
تھارے بھر کی پہلی اُواسِ رات کئی

مرے مزار پر قاصد نے آکے مجھ سے کہا
دعا کی دیوبی نے تجو کو سلام بھیجا ہے

مُون کا گھن اسے اندر سے کھا گیا ہو گا
॥ میرے پاس جو پہنچا تو نامکمل تھا

سے کیوں ہو

اوہ سے کیوں ہو

کر کیا ہے

ہوا اُو اس کیوں ہو

روگت کے لیٹاں کیا ہے

ہوا اُو اس کیوں ہو

کوئی درد نہیں ہے

ہوا اُو اس کیوں ہو

کوئی کاہیا ہے صرف

دل ہے اُو اس کیوں ہو

کوئی گیت بن کر اڑ گیا ہے

گلگانہ اُو اس کیوں ہو

کوئی کہیے بھال ہوتے

اس لے لیب اُو اس کیوں ہو



مری و حشتوں سے کوئی مجھے آ کے پھر نکالے
وہ نقیب ایسا ہو جو مجھے خود سے بھی چرا لے۔

مری منزلیں نہیں ہیں مری جستجو کا حاصل
مجھے راس آگئے ہیں مرے پاؤں کے یہ چھالے

یہ ملáp روز و شب کا کبھی خشک نہ ہو گا
مرے چار سو ہے ظلمت ترے چار سو اجائے

ابھی سے تو نے جدائی کا ذکر چھیڑ دیا
ابھی تو درد کے قصے نظر کی قید میں ہیں

ہنسی کے پیار میں کچھ پل گزارتے جاؤ
غموں کا بوجھ تو سر سے اتارتے جاؤ

نے نے نے نے یہ تو اس کی مرضی ہے
تمھارا فرض ہے اس کو پکارتے جاؤ

درینِ جس کی شدت سے ٹوٹ جائے گی
ٹخن کی غلای سے چھوٹ جانے دو

اک شخص اپنی
س کے بتار

ست ہے
ت میں جوابا

یادوں کی بہ
ابنک بے

ا ہے دُورا
ب گویا سام

ت تہنائی کے
بے دیکھا تو جو

بوبزار ہو
جنور سے کا

ہمارے درہ
عندیساں وال

اے قضا ذرا ٹھہر جا تو دریچہ وفا میں
محبے یاد کر رہے ہیں مجھے بھول جانے والے

جو گزر گئی سو گزری مری زندگانی اب تک
مری باقی عمر ساری تری یاد کے حوالے

ترے ظلم کا اے ظالم یہ بھرم نہ ٹوٹ جائے
مرے رازدار سے کہنا مرے اشک نہ اچھائے

میں چلوں تو ساتھ مرے چلے عمر بھر وہ لیکن
میں جو گھر پڑوں تو شاہدِ محبے بڑھ کر نہ سنجالے

نے زمانے میں کچھ لوگ میں نے دیکھے ہیں
زمیں پہ اپنا مقدار اتار لیتے ہیں

॥ پھلی رات کی پہلی تھکن خدا جانے
خیال و نواب کی کن منزلوں پہ اترے گی

ہمارے اشک گواہی نہ دے کے لیکن
ہمارے پیٹے میں غم کے چراغ جلتے ہیں

اس کیوں ہو
او اس کیوں ہو

رہا گیا ہے
او اس کیوں ہو

ت کے بیان کیوں
او اس کیوں ہو

ن دروشنی ہے
او اس کیوں ہو

کا کیا بھروسہ
او اس کیوں ہو

ب بن کر اڑ گیا ہے
او اس کیوں ہو

سال ہوتے
او اس کیوں ہو

مچے اک ٹھنڈا ہے
برائس کے بیٹا

غنتیت
محبت میں ہے

تری یادوں کی
میں اپنکے

ٹھنڈے ہے دوڑا
ہمیں گیا سا

میں تھنڈی کے
تجھے دیکھا تو

چلو بیڑا رہ
بھنور سے

ہمارے
عمریاں

وہ کر سکا نہ مری بے بی کا اندازہ
قریب جس نے مرے سامنے دیا مجھ کو

وہ میرے کرب کے کن راستوں سے گزرا ہے
الپٹ کے روایا ہے مجھ سے جو غم شاس مرا

ابھی تو بیٹھو مرے پاس میرے پلو میں
تمام دن تو سفر میں گزار آئے ہو

وہ جس کے ہاتھ تلوار میں نے دی اپنی
وہ شخص میرے مقابل میں آگ لے کے

اُس نے کہا کہ حسن ترا بے مثال ہے
اس نے کہا کہ تیری نظر کا کمال ہے

اس نے کہا کہ تیرے مرض کا ہے کیا علاج
اُس نے کہا کہ ایک نظر کا سوال ہے

اس نے کہا کہ چند ستاوں کا ذکر کیوں
اُس نے کہا کہ پیشِ نظر ہی جمال ہے

اس نے کہا کہ بھر کے موسم کی بات کر
میں نے کہا کہ شاخِ شبِ غمِ نہال ہے

اتنی سی بات سن کے مرا دم نکل گیا
اس نے کہا کہ آپ کا کیا حال چال ہے

اس نے کہا کہ پیار کا چرچا ہے کوبکو
میں نے کہا کہ یہ کوئی دشمن کی چال ہے

اس نے کہا خزاں میں تحر کیے ہیں بتا
میں نے کہا کہ برگ کوئی خال خال ہے

اس نے کہا کہ شرِ خوشاب میں کیا سنا
ایسی صدا کہ جس میں سر ہے نہ تال ہے

میں نے کہا کہ آئے ہو صدیاں گزار کر
اس نے کہا کہ گزرا بھی ایک سال ہے

یہاں پہ جب کسی مفسس کا زانچہ دیکھا
تو گردشون میں مقدر کا سلسلہ دیکھا

بتاؤں کس کو میں اس باب رہ لتا کیے
امیرِ شر سے رہن کا رابطہ دیکھا

بس ایک شخص کو چاھا ہے اور پھر میں نے
تمام عرصہ اسی کا ہی راستہ دیکھا

اپنے ہاتھ کی ریکھاؤں میں مقدر کے
ستا ہے میں نے خارے تلاش کرتا ہے

تمام عمر محبت کا تحام کر دامن
گئی کا ساتھ نجاتا بہت ہی مشکل ہے

اہسنائی دی جرس کاروان مجھے لیکن
ابھی تو پچھلے سفر کی ھجن نہیں اتری

مجھے سفر کی طوال کا ڈر نہیں میں متے
شبِ الْمَ کا سحر تک ہے فاصلہ دیکھا

سیاہ زلف میں چاندی بکھرنے والی ہے
ستا ہے اس نے بھی اس سال آئینہ دیکھا

تریپا چھوڑ کر زخی کو جا رہے ہیں سبھی^۱
ہزار لوگوں نے رستے میں حادثہ دیکھا

پُچ پُچ کے سلاخوں سے جسم جاں دے دی
اسیر ہو کے پرندے کا حوصلہ دیکھا

ہر ایک چیز ہے اپنے مدار میں شاہد
فصلِ جسم کے اندر بھی دائرہ دیکھا



بُتا کہ کون ترا انتظار کرتا ہے
کما وہ پیار مجھے بے شمار کرتا ہے

کیا تھا پیدا کسی بے وفا سے کیوں تو نے
کہا کہ دنیا میں ہر شخص پیار کرتا ہے

کہو کہ اس کی نظر صرف مے پلاتی ہے
کما نظر سے وہ دل بھی فثار کرتا ہے

تمام عمر وہ نکتہ ملاش کرتا رہا
جسے کہا تھا کبھی میں نے پھول جیسا ہے

سفر ہے شرط مسافر کے واسطے لیکن
ملا ہے کس کو یہاں پر نشان منزل کا

دیارِ درد کے پہلے ہی موڑ پر اس نے
گئی رتوں کے تسلسل کا ذکر پھیڑ دیا

پمن کے تاج سیاست میں جھوٹ کا سید
مرے وطن کے سنگھان پر چور بیٹھے ہیں

کہا کہ ربط کا اعجاز ہے کوئی تو بتا
کہا کہ قطرے کو یہ بے کنار کرتا ہے

کہا قصور مرا ، میں حضور خادم ہوں
کہا تو جان کسی پر نشار کرتا ہے

کہا کہ کون ترا غم گار ہے یہ بتا
کہا جو راہ مری خار خار کرتا ہے

بتاؤ کیے بھروسہ ہے پیار پر سید
خدا پر جیے کوئی اعتبار کرتا ہے



کیوں اٹھاتے ہو صنم جھوٹی قسم جانے دو
تم اٹھاؤ گے محبت کا علم جانے دو

پھوٹ بھنے دو مجھے غم ہیں بہت دنیا کے
میری گم گشۂ محبت کا بھرم جانے دو

تم کسی ٹوٹے ہونے دل کی دعائیں لے لو
جس کو جانا ہے اسے سوئے حرم جانے دو

لکھنے مشکل سے میں نے سکھا ہے
زخمِ تنہائی کو رفو کرنا
میں نے آنکھوں میں آنسو روک لئے
اس کو پانی سے خوف آتا ہے
ہو سکے تو ہماری بات سنو
ہم محبت کا درس دیتے ہیں



اب پشیمان ہو کہ یاروں نے دیا ہے دھوکہ
ہم نہ کہتے تھے کہ تدبیر بھم جانے دو

جسم کا سارا لو آنکھ سے بہہ جائے گا
مجھ سے پوچھو نہ مرے رنجِ دالم جانے دو

جانے والوں کو کہاں یاد کیا جاتا ہے
کون دیکھے گا مرا نقشِ قدم جانے دو

تم کہتے ہو مری جان مری مجبوری
مجھ کو روکو نہ مرے اچھے صنم جانے دو

میں یہ کہتا ہوں کہ مر جاؤں گا حق پر سید
لوگ کہتے ہیں کہ تنظیمِ قلم جانے دو

بجھے تیرا نصیب ہو جن کا
وصل کی آرزو نہیں کرتے

دل مسافر سے یاد کے جانان
راتے کب جدا کئے تو نے

میرے ہاتھوں میں دکھ کر شیشہ
ایک پتھر اٹھا لیا اس نے

تیرے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہے
لوگ پھولوں کا ذکر کرتے ہیں

بنا کہ ذہن میں حسن و جمال کس کا ہے
نظر ہے چاند پر لیکن خیال کس کا ہے

جواب دینے سے پہلے یہ سوچنا لازم
کہ در پر کون کھڑا ہے سوال کس کا ہے

مری امید کا سورج غروب کرتے ہو
مگر بتاؤ کہ اس میں زوال کس کا ہے

یہ تم سفر بھی ہیں ساتھی بھی ہیں سارے بھی
ہمارے ساتھ بھلکتے ہیں دکھ ہمارے بھی

میں کائنات میں تنا نہیں یہ ج ہے مگر
مری طرح سے کوئی زندگی گزارے بھی

گلہ نہیں ہے کہ دشمن تو خیر دشمن تھے
فریب دیتے ہیں کچھ لوگ جاں سے پیارے بھی

میں سوچتا ہوں ہوا کی زبان پر یا رب
یہ ذکر ، روز و شب و ماہ و سال کس کا ہے

کہاں سلاسل غم ، روزگار عشق کہاں
اسیز کون ہوا ہے یہ جاں کس کا ہے

کہا چن میں خزان بھی بہار جیسی ہے
کہا کہ زرد رتوں میں وصال کس کا ہے

عدید کوئی نہیں غم گسار دنیا میں
کہے گا کون کہ دل میں ملال کس کا ہے

ہوا کے ہونٹوں سے کان میں نے لگا دیے ہیں
مرے لئے جب بھی چاہو اپنا پیام بھجو

فلک کے اس پار کون جانے نصیب کیا ہے
قرار دل کا یہیں کہیں پر تلاش کر لو

سنا ہے کل رات چاند اترا تھا آجو میں
نظر سے اب تک وفا کے جنچے ابل رہے ہیں



کبھی نہ چمکا ستارا مرے مقدر کا
بنا کے دیکھے ہیں قسمت کے گوشوارے بھی

یہ کون درد کا مارا زمیں پر رویا ہے
فلک سے ٹوٹ کے گرنے لگے ستارے بھی

بجنور پڑیں تو مری آنکھ میں ترے غم سے
سمیٹ لوں گا سمندر کے میں کنارے بھی

تو نقد جاں بھی محبت میں ہار دے سید
بڑے نصیب سے ملتے ہیں یہ خسارے بھی

عدید جاں تو مری کب سے مجھ کو چھوڑ گئی
صلیب عمر سے کوئی مجھے اتارے بھی

میں جس کی الفت چاند تارے نہیں پہ لایا
وہ شخص مجھ کو فریب دے کر چلا گیا ہے

صلیب لے کر سمجھی گھروں سے نکل پڑے ہیں
فنا نے مجھ کو دیا ہے یا رب دوام کیسا

سنا ہے میں نے ہوا بھی تیرے خمار میں ہے
تری نظر سے شراب مستی نکلتی ہے

محتوں کے اثر میں ایسا خلا ہے سید
نظر کی مستی فصیل جان میں شکاف کر دے

کہا وہ کیسے ہو کر برسر پیکار نہتے ہیں
کہا جیسے شکستِ فاش پر سالار نہتے ہیں

کہا مل بیٹھ کر آپس میں جب کچھ یاد نہتے ہیں
کہا خوش دیکھ کر ان کو درود دیوار نہتے ہیں

کہا میں نے ترے ہونتے یہ گل کیوں مسکراتے ہیں
کہا اس نے مجھے مل کر گل و گلزار نہتے ہیں

کما جب حق کسی حقدار کا اس کو نہیں ملتا
کما منصب کے جو ہوتے نہیں حقدار نہستے ہیں

کما اس نے بتائے خانے میں کیا تو نے دیکھا ہے
کتنی سے خوار روتے ہیں کتنی سے خوار نہستے ہیں

کما اس نے بہت افسرده ہوں میں کیا کروں سید
کما میں نے چلو چل کر سریازار نہستے ہیں

کما غم ضبط سے بڑھ کر نہیں میرا مگر سید
بہت روتا ہوں جب مجھ پرے غم خوار نہستے ہیں



صحنِ گلشن میں اندر ہیرے بو گئی
جب سے باوِ گل شہزاد کو گئی

وقت کے ساحل پر کیسا شور ہے
موجِ تنہائی کہاں پر کھو گئی

اس کے رخساروں پر اشکوں کا جھوم
برگِ گل کو جیسے شبیم دھو گئی۔

اس نے مڑ کے پیار سے دیکھا مجھے
دل کے دروازے پہ دستک ہو گئی

عشق میں دونوں کا نقصان ہو گیا
جان پنگل کی دیے کی لو گئی

بھوک سے رو رو کے بچہ مر گیا
سکیاں لے لے کے ماں بھی سو گئی

کس طرح اس ظلمتوں کے شہر میں
آپ کی تسویر شاہد ہو گئی

○.

گئی رتوں کی ثافت کو بھول جانے دو
خزاں کا دور ہے تہذیب نو کی آمد ہے

کہیں پہ طلم جو دیکھا تو موند لی آنکھیں
کہا تھا اس نے نظر کو اجال کر رکھنا

صلیب کا ندھے پہ پھولوں کی ڈال باتھوں میں
عجیب شخص مری زندگی میں آیا ہے

تمہاری سو داگری کی مثال ہے کوئی ؟
وفا کے شر میں نفرت کا کاروبار کیا

ای لئے میں کبھی ٹوٹ کر نہیں برسا
سنا تھا رونے سے دل کا غبار چھلتا ہے

وہ جس کی یاد شب غم کے جال بنتی ہے
کسی ویلے سے اس کو ملاش کر لینا



کہا اس نے بتا یہ کیون در دیوار روتے ہیں
کہا چپ دیکھ کر مجھ کو مرے غم خوار روتے ہیں

ہتا شاخ گل تر سے جو صحراؤں میں جا پہنچے
لپٹ کر میرے پاؤں سے کہا وہ خار روتے ہیں

کہا کوئی سبب تو ہے تمہارے مسکنے کا
سر مغل جو نہیں ہیں پس دیوار روتے ہیں

بنا کیا دیکھتا ہے تو کنارے جھیل کے جا کر
کہا میں سوچتا ہوں کس لئے کھسار روتے ہیں

بما کیوں عمل اٹھتے ہو روئے دیکھ کر بچے
کہا میں سوچتا ہوں کس کے یہ شہکار روتے ہیں

کما کیوں لوگ نہستے ہیں غریب شر پا یارب
کما وہ لوگ جن کے ذہن میں بیدار روتے ہیں

بنا قحط ہزہر ہے یا پذیرائی ہے چوروں کی
کما ہر دور میں دیکھا کئی فکار روتے ہیں

کما منصف سے جب میں نے کہا انصاف ملا ہے
کما مظلوم اب سید سر بازار روتے ہیں

منج و آلام بھول جاتا ہے
وہ جو آرام بھول جاتا ہے

کیوں یہ انسان آ کے دنیہ میں
اپنا انعام بھول جاتا ہے

یاد رہتی ہے آپ کی صورت
آپ کا نام بھول جاتا ہے



چھپ کے کرتا ہے سب سے عمد وفا
بر سرِ عالم بھول جاتا ہے

جا کے اس کے حضور نامہ بر
میرا پیغام بھول جاتا ہے

مجھ کو دن بھر کی سخت محنت کا
دکھ سر شام بھول جاتا ہے

جب تو کرتا ہے شاعری شاحد
تجھ کو ہر کام بھول جاتا ہے



ہوا نے ٹھڑکیوں پر دی ہے دستک
زمانہ نیند میں ڈپا ہوا ہے

ہماری سوچ کے پاؤں سے کوئی
تھماری یاد کا کاش نکالے

تھماری راہ میں دشواریاں ہیں
مجھے بھی نارسانی کا گھہ ہے

جب اپنی ذات کے صحراء سے گزرا
محبت راستے میں چپ کھڑی تھی

تجھے معلوم کیا کیجئے بنائی
فصل ضبط پر تصویر تیسری

خداوند کی زد میں رہنے والا پتا
ہوا کے زور سے ٹوٹا نہ ہے

لکھا ہے نام جس پر تیرا سید
ابھی وہ ایک پتھر ہاتھ میں ہے

کما یہاں پر ہے روشنی کا عدید کوئی
کما کہ سورج کو کر سکا ہے شمید کوئی

کما کہ راتوں کی نیند آنکھوں سے اڑ گئی ہے
کما کہ دل میں ہے تیرے صدمہ شدید کوئی

کما میں اپنی وفا منافع پر یق و دوں گا
جواب آیا نہ دے گا قیمت خرید کوئی

کہا کہ لڑتے نہیں ہو کیوں موت سے بُلا
کہا کہ دل میں نہیں ہے خواہشِ مزید کوئی

کہا کہ دشتِ جنون میں کیسے بُر ہوئی ہے
کہا کہ جیسے سفر میں گزری ہو عیدِ کوئی

کہا پیغمبر اتر رہے میں صحیفے لے کر
کہا کہ آئی نہیں ہے اب تک نوید کوئی

کہا افق میں یہ سُر رنگت ہے کیسی سید
کہا پھٹی ہے یہ روشنی کی ورید کوئی

کہا وہ بالوں میں کیسے آیا بت تیری سید
کہا کہ الفت کی مل گئی ہے نکید کوئی

اندھیرے اس کے لئے راستہ نہیں ہوتے
فصیل درد کے در جس پہ وا نہیں ہوتے

ہم ایسے لوگ دل پر گداز رکھتے ہیں
گلے لگا کے کسی سے جدا نہیں ہوتے

یہ نوک جھونک محبت میں چلتی رہتی ہے
ذرا سی بات پہ اتنے خفا نہیں ہوتے



ایک لمحہ نہ گی لیکن
روز و شب ماہ و سال بیت گئے

بیٹھ کر سامنے وہ شیئے کے
کہنے کہنے سوال کرتا ہے

میرے ہاتھوں میں میری قسمت ہے
لوگ تاروں کا ذکر کرتے ہیں

ہم ایسے دھیان کے دورا ہے پہ کھڑے ہیں جماں
یہ فاصلے بھی کبھی فاصلہ نہیں ہوتے

حر بصیر ہوئی رات ہو گئی اندھی
ستارے قید ہیں کب سے بہا نہیں ہوتے

جان میں لوگ وہی فیض یاب ہوتے ہیں
خود اپنی ذات پہ جو دائرہ نہیں ہوتے

یہ ایک راز زمانے پہ کھول دے سید
جو پیار کرتے ہیں وہ بے دفا نہیں ہوتے

جسم نفرت گزیدہ ہے میرا
دل محبت شمار کرتا ہے

گھر کی ظلمت کا ذکر مت چھپیو
جب دیا رکھ دیا ہے چوکھٹ پر

حسن فطرت کا آتنا ہے
عشق مقصود آدمیت ہے

زندگی کا چراغ جب سید
سنس لیتا ہوں نہ مٹتا ہے

یہ تو کھو وہ کون تھا کیسے جدا ہوا
تم پوچھتے ہو دل کی تمنا کا کلیا ہوا

اس نے کہا کہ شرط بھلانے کی ہے کوئی
میں نے کہا جبان اگر دوسرا ہوا

نکلی حصار جسم سے جس وقت جان مری
اس نے کہا نفس سے پرندہ رہا ہوا

میں دشت و صحراء میں بھٹکوں نگر نگر جاؤں
تری تلاش میں نکلوں تو کیے گھر جاؤں

تمام عمر سیئے تو میرے پیکر کو
میں ریزہ ریزہ تری راہ میں بکھر جاؤں

یہ کس مقام پر تو نے مجھے کیا تھا
میں سوچتا ہوں کہ جاؤں بھی تو کہر جاؤں

وہ جس ہو گیا ہے مرستے شہر کا نصیب
ہر شخص چیختا ہے یہ کہہ کر ہوا ہوا

تم نے کہا تھا ساتھ نجاتیں گے عمر بھر
کیوں یاد اب نہیں تھیں وعدہ کیا ہوا

تیری رضا تھی ورنہ کبھی بھی اے آفتاب
لو کو دیار جس میں مانتا ہوا

سید تو خاکار کھان ، گھبدن کھان
اس کی خطا ہی کیا ہے اگر بے وفا ہوا

مرے بدن کا لبو میری آنکھ سے پٹکے
یہ مرحلہ بھی اگر آئے تو نہ ڈر جاؤں

یہ فاصلوں کا تصرف بھی ایک دھوکہ ہے
تمام عمر کی حرست تھی چاند پر جاؤں

حصار وقت میں رہتا پڑے گا مجبورا
دیار وقت میں زندہ رہوں کہ مر جاؤں

جدھر سے لوٹ کے آیا ہوں میں ابھی شاہد
یہ آرزو ہے کہ پھر لوٹ کر ادھر جاؤں

جانے کیوں لوگ چھیڑ دیتے ہیں
دل کی باتیں اداں لمحوں میں

آج سورج نکلنے والا ہے
چل ستاروں کی بے بسی دلکھیں

جسم دو مل گئے مگر ان کے
درمیاں فاصلہ بہا قائم

اس حقیقت پر اعتبار نہیں
زندگی بے ثبات ہوتی ہے

موت پیغام دے گئی مجھ کو
زندگی ایک بار ملتی ہے

جس نے بر باد کر دیا تجھ کو
اس کو الزام کیوں نہیں دیتے

تلیوں کو فریب دیتا ہے
اس نے پھولوں سے رنگ چھین لئے

میں ترا انتظار کر نہ سکوں
زندگی اتنی محقر تو نہیں

تو سراب بے مرے خواب کا مرے ہم نفس مرے ساتھیا
کسی اور سے مجھے کیا کہ مرے ہم نفس مرے ساتھیا

میں ہوں جسم تو مری جان تو گھر اس سے ہے انجان تو
ہے بدن یے روح کا واسط مرے ہم نفس مرے ساتھیا

کسی خواب میں تری یاد ہے کسی یاد میں ترا ساتھ ہے
مرے چارہ گر مرے ہم نوا مرے ہم نفس مرے ساتھیا

تو پالا گیا مجھے چھوڑ کر مرے دل سے خون کو نچوڑ کر
مرا عمر بھر رہا در کھلا مرے ہم نفس مرے ساتھیا

تو بہ کچ روشن تو حسین بھی مرے دل کا بے تو مکن بھی
تری بے رفی میں بھی ہے نشہ مرے ہم نفس مرے ساتھیا

مرے دشمنیں ترے شریں اسی سفعش چت اسی دھرمیں
تری یادِ مصلی سے جایجا مرے ہم نفس مرے ساتھیا

کسی دشت کا میں سراب ہوں کسی بحر کا میں جہاب ہوں
نجبے بھول جا مجھے بھول جا مرے ہم نفس مرے ساتھیا

مکیں تھل کے فلانے ہیں کیں مجددار ملتے ہیں
محبت کے فلانے ہیں کیں معید ملتے ہیں

سر مقلع آڑ کر چلنے والے پیدا کرتے ہیں
ہوس پور دہ چھپ کر نہیں دیوار ملتے ہیں

مری بیوی ، مرے بیچے ، مرے ماں باپ کیا جانے
جو تھمالی کے دکھ مجھ کو سندھ پار ملتے ہیں

ترا حصول تو ممکن نہیں زمانے میں
ستا ہے جب سے تری جتوں میں ہم بھی ہیں

مک رہی ہیں کتابیں عدید لفظوں سے
ابھی تو سوچ کا پلا درپچھہ کھولا ہے

اندھیرے اس کو زمانے نے عمر بھر کے دیئے
گلی میں رکھ دیئے جس نے بھی اپنے گھر کے دیئے

ستا ہے بھول جاتا ہے وہ اعجازِ مسیحیٰ
کسی عینی سے جا کر جب ترے بیمار ملتے ہیں

ترے ہاتھوں میں جب پے میں نے اک مضراب دیکھا ہے
محبے سازینہ جان کے شکستہ تار ملتے ہیں

ستا ہے آدمیت جن کی زد سے فج نہیں سکتی
ہر اک انسان کے ہاتھوں میں وہی اوزار ملتے ہیں

محبے سید عدید اس نے کما میری غزل سن کر
مرے جذبات سے بھی کچھ ترے اشعار ملتے ہیں

اس نے کہا تھکن سے بدن چور چور ہے
میں نے کہا سفر بھی تو کرنا ضرور ہے

اس نے کہا کہ شعر میں جذبہ نہ ہو اگر
میں نے کہا وہ پھول جو خوشبو سے دور ہے

اس نے کہا کہ عاجزی اپھی نہیں تری
میں نے کہا کہ ججز پر مجھ کو غدر سے

ملا وہ جب بھی نئے روپ میں ملا مجھ کو
اس ابک چہرے پر یا رب غلاف کتنے میں

وہ دیکھتا ہے محبت سے مسکرا کے مجھے
فریب دیتی ہے میری نظر وفا کے مجھے

جو آج بزم سخن کی ہے روشنی سید
لو کے دیپ جلاتا رہا ہے مدت سے

زمیں پر درد کے ماروں کا زائچہ دیکھا
فلک سے ٹوٹے ستاروں کا سلسلہ دیکھا

اے خیال میں رکھا پیغمبروں کی طرح
اے نظر سے جو دیکھا تو مجرہ دیکھا

اس نے کہا کہ رات سنی گفتگو میں
میں نے کہا کہ اس کا ابھی تک سرور ہے

اس نے کہا مکالہ کیسا لگا تجھے
میں نے کہا کہ گھر بھی مرا کوہ طور ہے

اس نے کہا یہ پھول مجھے کس نے بھیجا ہے
میں نے حضور یہ میرا قصور ہے

سید عدید حسن کی تعریف کیا کریں
کہنے کو وہ حسین پری ہے نہ حور ہے



ممکن ہے تم سے ہونہ ملاقات بعد میں
کرتے پھر و گے یاد مری بات بعد میں

ہوتے ہی شام یاد کی یلغار ہو گئی
پوچھو نہ کیے گزری مری رات بعد میں

آنکھوں کے سامنے رہے اس کے جتنا بات
دیکھی نہیں گئی کوئی بارات بعد میں

کتنوں کو ہم نے صاحب دستار کر دیا
کیوں لوگ بھول جاتے ہیں اوقات بعد

دیکھی جو کائنات اسے دیکھ کر مجھے
اچھے لگے ہیں ارض و سموات بعد میں

کار جہاں میں اب تو میں مصروف ہوں بہت
مانا کہمی پھر آکے مرے ساتھ بعد میں

پہلے پہل تو اس نے مرے فن کی داد دی
پھر کاٹ ڈالے اس نے مرے باقہ بعد میں

فوراً تو اس سے پیدا کااظہار کر کمیں
کم ہونے جائے شدت جذبات بعد میں

وہ سامنے اگر ہو تو کھلتی نہیں رہیں
ہاتے ہیں یاد کئے سوالات بعد میں

اس نے عدید تجھ سے کہا بھول جا مجھے
اور پھر بدل گئے مرے حالات بعد میں

مرا نصیب مری بیجو سے بتتا ہے
میں تجھ کو پا کے بھی اب تک تری ملاشیں میں ہوں

سیاہ رات کے دامن پر آفتاب مجھے
کسی کی زلف میں سورج کمھی کا پھول دکھے

کسی کے قرب میں گزرے ہوئے حسین لمحے
شب فراق کی تھی کو آب دیتے ہیں

یہی ہے طرزِ محبت کہ اس نمانے میں
وفا کا درس دیا بے وفائی کرتے رہے

پھر ظلم شر میں اب کے ہوا ہے جس کے لئے
امیر شر نے زنجیرِ خود بلا دی ہے

میں جس کسی کے کبھی جا کے رو برو رویا
وہ پہلے کھل کے بنا اور پھر لو رویا

نہ جس کے بعد کبھی تم اٹھا سکو آنکھیں
سلوک اتنا کسی شخص سے برا نہ کرو

میں شامِ غم کے سمجھی بغم بھلانے والا ہوں
سکون قلب سے کہنا حمر کے بعد ملے

ترے دیار میں نفرت کا ذکر چھیڑ کے ہم
وفا کی اصل حقیقت ملاش کرتے ہیں

فریب کتنے کما کہ یاروں کو یار دیں گے
کما کہ نفترت کے بدلتے میں ہم تو پیار دیں گے

کما خداں کی ہے زد میں جو ایک زبد پتا
کما اسے بھی نوید فصل بھار دیں گے

کما اگر میں فنا کروں خود کو تیری خاطر
کما کہ قطرے کو وسعت بے کنار دیں گے

کہا اگر شرط باندھے تم سے وفا کی کوئی
کہا کہ ہم نقد جان بازی میں ہار دیں گے

کہا نہ مانا اگر تمہاری وہ عرض تو پھر
کہا کہ ہم اپنی جان کافر پر وار دیں گے

اگر کسی نے حساب مانگا محبتون کا
کہا وفا کا ہے قرض جتنا اتار دیں گے

عدید ہاتھوں میں دودھ لے کر کھاں چلے ہو
کہا کہ ہم آستیں کے سانپوں کو مار دیں گے



بے پانی کی روائی کو بھنوں رکھتے ہیں
ایے کچھ لوگ مری را گزر رکھتے ہیں

ایک تصویر بناتے ہیں زمیں پر پہلے
اور پھر بعد میں تصویر کا سر رکھتے ہیں

پیار کا دیتے ہیں ہم اور محبت سے جواب
زہر کا زہر سے ہم لوگ اثر رکھتے ہیں

زد را توں میں کنجی غور کیا ہے تم نے
چند کے نوچ شب تم کا جگر کائے ہیں

ڈھل گئی عمر تو بچوں نے کہا ہے ببا
لوگ ایندھن کے لئے سوکھے شیر کائے ہیں

ہم کو پردیں میں یاد ان کی خالی ہے بت
اور جب نوٹ کے آتے ہیں تو گھر کائے ہیں

ہم تری جرات پرواز سے لرزیدہ ہیں؟
جو پرندوں کو پکشتنے والے پر کائے ہیں

تم عدید اپنے غوں کے نہ سلا تو قسے
درد کی فصل تو ہم شام و نمر کائے ہیں

ضبط لازم تھا سو نہیں روئے
آنکھ سے غم کا ذائقہ بھی گیا

ان کا کردار کیسا ہے سید
لوگ گفتار کے جو فانی ہیں

بات نکلی زبان سے تو گئی
تیر نکلا کمان سے تو گیا

اس اندھیرے میں کچھ ستارہ شناس
روشنی کی کنند چھوڑ گئے

اس کو رسائیوں کا ڈر کیسا
جس پر الزام ہو محبت کا

تیرا ہر وار کار گر کب تھا
ہم نے رکھا ہے تیرا مان مگر

تیری تقلید کیا ضروری ہے
تیری ہر بات مستند ہی سی

لوگ نہتے ہیں اپنے محسن پر
قطط احسان اور کیا ہو گا

کہا کہ دل تم کو دے دیا ہے خیال رکھنا
وہ بنس کے بولے نہیں نہیں خود سنبھال رکھنا

میں تیرے حصے کے درد سارے سمیٹ لوں گا
تو میرے حصے کے روز و شب ماہ و سال رکھنا

کہا جب اس نے ، کہا مری جان مان جاؤ
تو پھر تو ممکن نہیں ہے ضد کو بحال رکھنا

کما وہ خط جو لکھے تھے تم نے میں کیا کروں گا
کہاں میں لے لوں گا آتے جاتے نکال رکھنا

جہا وہ ممکن ہے زندگی کی بساط اٹے
جہا کہ تم اپنے ذہن میں کوئی چال رکھنا

جہا جہا میں کوئی نہیں ہے عدید تیرا
کہا مناسب نہیں ہے اپنی مثل رکھنا

بڑا سید عدید سکھا کھاں سے تم نے
یہ فن کہ جس بے جا میں رنج و مکال رکھنا



زندگی درد کی دیوار سے تکراتی ہے
میرے ناکرودہ گناہوں کی سزا پاتی ہے

کوئی پودا نہ بچلے ، پیر کے نیچے لیکن
شاعری درد کے سائے میں نہو پاتی ہے

قیس افسرده ہے تنہا ہے چلے بھی آؤ
مجھ کو جنگل سے یہی ایک صدا آتی ہے

ضد پا اڑ جاؤں تو ہے نمیرا مقدر مرنا
سر بچا لوں تو مرے سر کی قبا جاتی ہے

کس نے بر باد کیا؟ کیوں میں بتاؤں سب کو
پیار کا مسئلہ ہے اور مرا ذاتی ہے

جسکی تکمیل نہ ہو لوگ یہی کہتے ہیں
وہ خلش پیار کی تاریخ کو دھراتی ہے

جب برتا ہے مری آنکھ سے رم جھم ساون
یاد کی بدی مرے دل سے امڈ آتی ہے

حبس سے دم ہی نکل جاتا مگر زندہ ہوں
تیری زلفوں کی قفس میں بھی ہوا آتی ہے

اب عدید اس کو بھلا دو تو بہت اچھا سے
اب تو پسے سے تجھے یاد بھی کم آن سے

مرے چارہ گر مرے حال پر ترا تبصرہ بھی عجیب ہے
مری اچھنیں بھی عجیب ہیں ترا مشورہ بھی عجیب ہے

کبھی آئنے کے میں سامنے مرے سامنے کبھی آئنے
کبھی آئنے کو میں راز دوں مجھے راز دے کبھی آئنے

تری جستجو میں رہی ہے جو وہی آنکھ سب سے ہے مجرم
کبھی ذکر سنتے تھے جس کا ہم وہی دشت مشت غبار ہے

بنا کس کے پیار میں یہ ہادی ہے زندگی
کما تمہاری یاد میں گزار دی ہے زندگی

بنا عکس چاند کا نظر میں کیوں ٹھر گیا
کما کہ گھرے آب میں اتار دی ہے زندگی

کما مجھے تو ناز ہے مری حیات پر بہت
کما تجھے تو آج تک ادھار دی ہے زندگی

میں تری نظر کا اسیر ہوں مجھے جرم اپنا قبول ہے
میں نے زندگی کو چڑھا دیا تری آرزو کی صلیب پر

تری آرزو مرے دل میں ہے ترا نام میری زبان پر
مرے دل میں تو مرے لب پر تو مرے چار سو ترا عکس ہے

مرا عشق روپہ عروج ہے ترا حسن روپہ زوال ہے
مری جنگجو میں فراز ہے تری زندگی میں نشیب ہے

مرے ہمسفر مرے راہبر تری منزلیں مرے راستے
تری جنگجو میں قیام ہے میں مقام پر بھی سفر میں ہوں



کہا کسی کی یاد میں تمام رات کٹ گئی
کہا کہ ایک رات کیوں تو وار دی ہے زندگی

کہا تمہاری آنکھ میں جو رنگ ہے بھار کا
کہا نظر کو اس نے پہلی بار دی ہے زندگی

کہا کہ کائنات تو بہت بڑی ہے دوستو
کہا تو کیوں زمین پر اتار دی ہے زندگی

کہا عدید اس نے جب محبتیں تمام کر
کہا مجھے تو پیار نے ہی یار دی ہے زندگی

○
آؤ چپ سادھ کے آک دو جے کو سب دیکھتے ہیں
کون سنائے کو پھر دیتا ہے لب دیکھتے ہیں

میں محبت سے کسی شخص کو جب دیکھتا ہوں
لوگ حیرت سے مری چشم طلب دیکھتے ہیں

غیر سے سن کے بڑھاتے نہیں آگے باتیں
بات کرتے ہیں مگر آنکھ سے جب دیکھتے ہیں

لوگ تو شر کی تعریف کیا کرتے ہیں
اور ہم شر کے ہونے کا سبب دیکھتے ہیں

تاب نظارہ نہ ہو ایسی کوئی بات نہیں
آپ کھتے ہیں تو ہم آپ کو اب دیکھتے ہیں

جب تری یاد کی بارات چلی آتی ہے
دشت تنہائی میں ہم جشن طرب دیکھتے ہیں

ہم محبت میں مساوات کے قائل ہیں عدید
پیار کرتے ہیں تو کب نام و نسب دیکھتے ہیں



ہو سکے تو پیار اپنا مغلل کر دیجئے
جانے والے پھر کبھی تو لوث کر آتے نہیں

درد کیا ہے کیا خوشی ہے اس سے کچھ مطلب نہیں
تم کہو تو زندگی بھر مسکراہا، چھوڑ دیں

وہ سمجھتا ہی نہیں ہے پیار کیا ہے دوستو
بے سبب اس کے لئے اس شرمیں رسو ا ہوئے

عمر بھر اک ہمسفر کی آرزو دل میں رہی
راستوں کا جال میرے چارسو پھیلا رہا

سز موسم چھوڑ جاتا ہے جووم دہر میں
جسم میں تنہائیوں کے زبر کا گمرا اثر

آپ کی صد ہے تو پھر کھتا ہوں دل کی بات میں
آپ سے ہے پیار مجھ کو آپ میری جان میں

کون جانے ے نہیں نک خواب کی تعمیر کیا
رات کے پچھلے پھر میں سو گیا تھا خواب میں



کما کسی نے خیال رکھنا وہ نامہ بر ہے
کما مگر وہ مری نظر میں تو محبر ہے

کما اگر وہ کجے تو خواہش کو قتل کر دوں
کما اگر وہ عزیز جان سے عزیز تر ہے

کما کہ فتن قدم ہے کس کا جبیں ہے کس کی
کما یہ سر بھی اسی کا ہے جسکا نگ در ہے

مجھے اک شخص اپنی جاں سے پیارا مل گیا ہے
مرا اس کے ستارے سے ستارا مل گیا ہے

غیمت ہے کسی ہمدرد کا ملا بچھڑ کر
محبت میں جو اب تک میں نے ہارا مل گیا ہے

تری یادوں کی بیساکھی میر آگئی ہے
میں اب تک بے سمارا تھا سمارا مل گیا ہے



کہا یہاں پر کسی کی کوئی نہیں ضرورت؟
کہا اگر ہے تو اپنے اپنے مقام پر ہے

کہا پرندہ داس بیٹھا ہے کیوں شجر پر
کہا کہ ساتھی قفس میں اسکا بے بال و پر ہے

کہا قفس میں ہے عاجزی پر یقین لتنا
کہا کہ جتنا غور تجھ کو اڑان پر ہے

کہا عدید اس کے بارے میں تم کیا جانتے ہو
کہا حسین بھی بلا کا ہے اور جلوہ گر ہے

ھنا ہے دور اک شفاف چشمہ بہ بہا ہے
ہمیں گویا مسافت کا اشارہ مل گیا ہے

میں تہائی کے اک عمد جہنم میں پلا ہوں
تجھے دیکھا تو جنت کا نظارہ مل گیا ہے

چلو بیزار ہونے سے جدا ہونا ہے بہتر
بھنور سے پہلے کشتی کو کنارہ مل گیا ہے

تری تحریر میں بھی ہے شکایت میرے والی
ترے خط سے بھی میرا گوشوارہ مل گیا ہے

کئی برسوں کی محنت کا ثرہ ہے اسکا ٹنا
وہ جس کے واسطے گھر کو سنوارہ مل گیا ہے

چلو اپھا ہوا صحراؤروی نور چھٹ گئی ہے
تری زلفوں میں اشکا دل ہمارا مل گیا ہے

ہمارے درد کا حاصل یہی اک مجزہ ہے
عدید اس دل نے جسکو بھی پکارا مل گیا ہے



سمجھی نے غور کیا اس کے چاند چہرے پر
کسی نے دیکھا نہ دل میں شکاف کتھے ہیں

ہوائے درد کو رخصت نہیں کیا ہم نے
تمہاری یاد کو کل پر انھا لیا ہم نے

وہی ہے ساز محبت وہی ترانے ہیں
نیا زمانہ سی غم تو سب پرانے ہیں

ترے خیال کے رستے میں بیٹھ کر تنا
اب اپنے آپ کا ہم انتظار کرتے ہیں

ای کا نام وفا ہے یہی محبت ہے
ہر ایک شکل میں اک شخص ہی دکھائی دے

جو میرے کرب مسلسل کے راز افشا ہوئے
کتنی حسینیوں کی آنکھوں سے بہ گئے آنسو

خدا سے اتنی دعائیں کرو نہ بارش کی
کنارے آب پہ دیکھو تمہارا گھر بھی ہے

میں راستوں کے سمجھتا پیچ و خم سارے
خدا کا شکر کہ منزل مری گنہ میں ہے



اس نے کہا کہ پھول سے خوبیو جدا نہیں
میں نے کہا کہ آپ کی فطرت وفا نہیں

اس نے کہا کہ کون مرا جان نثار ہے
میں نے کہا کہ کوئی بھی میرے سوا نہیں

اس نے کہا کہ یار ترے بے شمار ہیں
میں نے کہا کہ ایک بھی درد آشنا نہیں

اس نے کہا کہ پیار کی حد ہے کوئی بنا
میں نے کہا جہا میں کوئی دوسرا نہیں

اس نے کہا کہ پیار مقدر کی بات ہے
میں نے کہا کہ اس میں تو میری خطا نہیں

اس نے کہا کہ آج بڑے پر ملاں ہو
میں نے کہا کہ غم ہے مگر آپ کا نہیں

سید عدید پیار کااظہار جب کیا
اس نے کہا نہیں نہیں، میں نے سنا نہیں



جبن حد سے بڑھا چل پڑیں آندھیاں
در کھلنے لگے کھل گئیں کھجوریاں

ایک بچہ کھڑا ایک دوکان پر
کتنی حرث سے مکتا رہا بیافیں

ایک تصویر میں کتنے رنگ بھر گئے
ایک فنکار کی کانپتی انگلیاں

اتنی بے روزگاری بڑی ملک میں
لاکھ درخواستیں چند آسامیاں

اس کے رہنے کو کچا مکان بھی نہیں
جس نے تعمیر کی ہیں کتنی کوٹھیاں

ایک بچہ جونی گلتاں میں گیا
اس کے ڈر سے کہیں چھپ گئیں تلیاں

سید اذن سفر دے کے اک شخص نے
میرے پاؤں میں ڈالیں کتنی بیڑیاں



شاخ تھنائی کائٹے والے
کتنی سوچوں کے پڑتے ہیں
کیا کہیں ہم کہ زندگی سید
محقر درد کی بھانی ہے

جس نے برباد کر دیا تم کو
اس کو الزام کیوں نہیں دیتے



کہا وہ علم کا پیکر خوش کتنا ہے
جواب تھا کہ سمندر میں جوش کتنا ہے

کہا کہ راستے منزل سے دور کیسے ہوئے
جواب آیا کہ رہبر کو ہوش کتنا ہے

کہا کہ چلتے ہیں مخفل تمام کرتے ہیں
کہا کہ بزم میں جوش و خروش کتنا ہے

اپنے ماں کو بھول کر سید
وہ ترا حال تجوہ کو دے دے گا

خون کس کا ہے اس کے ہاتھوں پر
کب کوئی پوچھتا ہے دلسن سے

تلیوں کو فریب دیتا ہے
اس نے پھولوں سے رنگ چھین لئے

موت سے زندگی عبارت ہے
سنس رکتی ہے دل کی آٹ پر

دل کو پابند رنگ و بو کر لو
لوح اخلاص پر لکھا ہے یہی

کہا کہ جرم محبت کی دو سزا مجھ کو
کہا کہ پیار میں انساں کا دوش کتنا ہے

کہا کہ نشہ ہے اس بے وفا کی آنکھوں میں
کہا کہ بچ ہے مگر سے فروش کتنا ہے

کہا نصیب سے ملا ہے پیار دنیا میں
کہا کہ تو بھی مقدر فروش کتنا ہے

کہا کہ پھول کے خون میں کسی کا ہاتھ تر
جواب تھا کہ کف سغل فروش کتنا ہے



قدم قدم پہ وہ کیوں آئندہ دھلائے مجھے
اے کوکہ مرے سامنے نہ لائے مجھے

جو لاکھ حیلوں سے اپنے قریب لائے مجھے
بجوم درد میں تنہا نہ چھوڑ جائے مجھے

وہ رامزن ہے تو لوٹے متاع دل بے شک
وہ راہبر ہے تو پھر رامنة دھلائے مجھے

میں ان کے کرب نہم سے حرف چھتا ہوں
نگل رہے ہیں کھلی دھوپ کے جو سائے مجھے

میں اپنی ذات سے انکار کر نہیں کر سکتا
کسی صلیب پر چاہے وہ آزمائے مجھے

میں اپنے ماضی سے مانوس ہو گیا ہو تو کیوں
وہ توڑ پھوڑ کر پھر سے نیا بنائے مجھے

میں اسکی بات پر چپ سادہ لیتا ہوں کہ رقبہ
مرے ہی شر ترے سامنے سنائے مجھے

میں اس کے ذہن پر منقوش ہو گیا ہوں عدید
وہ بھول سکتا ہے مجھ کو تو بھول جائے مجھے

تمام رات جدائی کی آگ جلتی رہی
سحر ہوئی تو رگوں میں لو ابلجے لگا

تری تمنا مرے دل سے جب کسھی نگلی
چٹ گئی ہے میرے ہونٹ سے دعا میری

ترے بغیر گزاری ہے زندگی میں نے
جہاں میں رسم خوبت سے آٹھا ہو کر

کما اندر ہیرے نقیب شب سے اوہار لیں گے
جواب آیا وہ زلف اپنی سنوار لیں گے

کما کسی نے اگر ہماری مثل کوئی
کما کوئی چاند ہم زمین پر اتار لیں گے

کما اگر جام سے پر قدعن لگا دے ساقی
کما شرابی تری نظر کا ٹھار لیں گے



اسی لئے تو میں احباب کو بتاتا ہوں
گزر گیا ہے مرے گھر سے واقعہ ہو کر

مرے خدا ترے بندوں کو نگ کرتا ہے
ترے جہاں میں ہر آدمی خدا تو نہیں

ملاش کرتا ہوں پھر کو آئندہ لے کر
تمام شہر کو حیرت میں غرق کر دوں گا

چراغ آنکھوں میں نفرت کر کے تم روشن
وفا کا عکس فصلی بدن سے ڈھلنے دو

قریب آیا وہ تیرے تو دیکھنا اس کو
جو دور بیٹھا مدت سے پارسا سید

اس کی دلیز پر نہیں جاتا
میں اگر اپنے گھر نہیں جاتا

جو خصیر اپنا بیج دیتے ہیں
ان کے اندر سے ڈر نہیں جاتا

ہو جو انسان اپنے ساتھی کو
راہ میں چھوڑ کر نہیں جاتا



کما وہ محبوں جو عشق ارتھی پر جا بنا ہے
کما ہم اس کی چھائے مشت غبار لیں گے

کما کہ پانی سے پیاس بجھتی نہیں زمیں کی
کما کہ صحن چن کو خون سے نکھار لیں گے

کما کہ قیمت کوئی بہو تم اک نظر کی
کما کہ بدے میں تیرے دل کا قرار لیں گے

کما وہ کھو کیا ہے آرزو کچھ خریدنے کی
کما کہ اس گل بدن سے پھولوں کا پار لیں گے

کما مقدر سے جنگ کیے کریں گے سید
کما ستارے زمین پر ہم اتار لیں گے

کما کوئی غصب ہے اس طرز شاعری کا
جواب آیا کتاب تم اس کے نام کر دو

عجیب منطق ہے اہل دانش کی اس جہاں میں
جواب دینا محال تو سوال کر دو

یہ جمل کب تک رہے گا آخر بتائے کوئی
ہم اپنے ہاتھوں سے پھرلوں کو تراشتے ہیں



جو خدا پر یقین رکھتا ہے
وہ کبھی در بدر نہیں جاتا

ہر کسی بے سیاہ ماضی کی
زلف کا خم سنور نہیں جاتا

جسکو الفت ہو اپنی مٹی سے
وہ کبھی چاند پر نہیں جاتا

تو نے اس کو بھلا دیا سید
ایے جینے سے مر نہیں جاتا

وہ نو چلی ہے کہ سبز موسم اجڑے گئے ہیں
کسی نے جیسے زمین کی چادر اتار لی ہو

شجر شجر برج و بار کی جھجوکرے گا
کسی نے ذکر بمار چھیڑا ہے یوں خداں میں

کما کوئی داستان غم بھی لکھی ہے تو نے
جواب آیا قلم تو تیرے بھی ہاتھ میں ہے

کما مری عقل کا ہے یا رب رداں کتنا
جواب آیا کہ دائرہ تو محیط پر ہے

کما پرندے شجر شجر پر اداس کیوں ہیں
جواب آیا کہ ان پرندوں کے گھر نہیں ہیں

کما کرم سے ترے کوئی بے خبر نہیں ہے
جواب آیا کہ جس پر میری نظر نہیں ہے

کما پرندے شجر شجر پر اداس کیوں ہیں
جواب آیا کہ ان پرندوں کا گھر نہیں ہے

کما کسی نے محبتون کا سراغ پایا
جواب آیا محبتون کا نگر نہیں ہے

کہا فلک سے زمیں کی نسبت بتاؤ کیا ہے
جواب آیا مکان ہے بام و در نہیں ہے

کو محبت نہ ہو تو انسان کیا بلا ہے
کہا کہ ایسا شجر ہے جس پر شر نہیں ہے

عدید تجھ کو اگر کہیں وہ نظر نہ آئے
جواب دونگا مری نظر معتبر نہیں ہے

کہ کسی نے بھلا دیا میرا پیار دل سے
جواب آیا کہ تو کوئی اہل زر نہیں ہے



تجھ کو چالا تو ہے لیکن نہیں مانگا میں نے
اپنی اوقات سے بڑھ کر نہیں سوچا میں نے

کلتی مشکل سے بنایا ہے کبھی آکے تو دیکھ
دل کی سنسان زمیں پر ترا چھو میں نے

کون کھتا ہے کہ وہ غم سے نہیں ہے واقف
اس نے جب درد کو بولیا ہے تو کلام میں نے

لوگ کہتے ہیں مکافات عمل ہے دنیا
عکس دیکھا ہے سر آئندہ اٹا میں نے

زندگی کیا ہے یہ معلوم نہیں ہے مجھ کو
عمر کاٹی ہے سردشت تمنا میں نے

اس نے اغیار سے پوچھا ہے بتاؤ چج ہے
جب کبھی اسکو لکھا چیار سے اپنا میں نے

کرب تنهائی ہا دشت تمنا میں عدید
جب کھلی دھوپ تو دیکھا نہیں سایا میں نے



لوگ مفہوم جب نکالیں گے
لنظ و معنی کو قتل کر دیں گے

رسم دار و رن چلے تو چلے
ہم صلیبوں پر مسکراتے ہیں

آئینیوں میں سانپ رکھتے ہیں
یہ نئے دور کا تقاضا ہے

ہم بہاروں کا ذکر کیوں کرتے
تم اگر زلف کی ہوا دیتے

میں نے دیکھے ہیں اس حسینہ کے
نقش ابھرے ہوئے ہیں کندن پر

ہم محبت کو عام کرتے ہیں
ہم سے یوں لئے گفتگو نہ کرو

تم اگر پیدا مجھ سے کرتے ہو
اس کا چرچا تو کوہ بہ کو نہ کرو



اداں لوگو مجھے بتاؤ اداں کیوں ہو
کسی کی خاطر تو مسکراو اداں کیوں ہو

کہا وہ مجھ کو فریب دے کر چلا گیا
کہا اسے تم بھی بھول جاؤ اداں کیوں ہو

گلاب چروں سے زرد رت کے نشان پوچھو
بہار میں بھی تم اسے ہواو اداں کیوں ہو

کما کہ آٹا میں رنگ کوئی نہ روشنی ہے
گل اڑاؤ دینے جلوہ اداں کیوں ہو

کما شجر بے شر ہے جو اس کا کیا ہے مصرف
کما تنے پر دو دل بناؤ اداں کیوں ہو

جو دل کی وھڑکن میں گست بن کر اتر گیا ہے
اسے محبت سے گلگناہ اداں کیوں ہو

وہ جانے والا چلا گیا ہے تو کیا کریں ہم
کما اسے پھر سے ڈھونڈ لاؤ اداں کیوں ہو

کما تھا کس نے بھلا دو وعدے وفا کے سارے
جواب دو اب اے بے وفا اداں کیوں ہو

حوالہ سید عدید کیسے بحال ہوتے
کما جب اس نے قریب آؤ اداں کیوں ہو